تربیت و تزکیہ

از

امام حسن البناء شہیدؒ

ترجمہ

محمد حنیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب

دنیائے اسلام کے عظیم رہنما اور اخوان المسلمین کے قائد جناب حسن البنّاء شہیدؒ کی عربی تالیف کا اردو ترجمہ ہے۔

حسن البنّاء شہیدؒ کی یہ تالیف، اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے والے مجاہدوں کے لیے ''گائڈ بک'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب پر سرسری نظر ڈالتے ہی پتا چل جاتا ہے کہ مصنف نے کوزے میں سمندر بند کر دیا ہے۔ فہم، اخلاص، عمل، جہاد، قربانی، اطاعت، استقلال، تجرّد اور اخوّت و اعتماد کے سانچوں میں ان حقائق کو پیش کیا ہے، جنہیں دیکھے بغیر کوئی مجاہد، جہاد کی صراطِ مستقیم پر نہیں چل سکتا۔ اسلامی انقلاب کے علمبرداروں کے لیے حسن البنّاء شہیدؒ کے یہ انقلاب انگیز الفاظ:

اللہ ہمارا مقصود ہے

رسولؐ اللہ ہمارے راہ نما ہیں

قرآن ہمارا دستور ہے

جہاد ہمارا راستہ ہے۔ اور شہادت ہماری آرزو ہے، لازوال اور مترنّم نشاناتِ فکر و عمل ہیں۔ یہ وہ پانچ اصول ہیں، جنہیں مصنف نے خود بھی اپنایا ہے اور اپنی جان دے کر جن کی سچائی کا ثبوت بھی فراہم کیا ہے۔ یہ اصول، تحریکِ اسلامی کے کارکنوں کے لیے ہر جگہ اور ہر موسم میں حرکت و عمل کا باعث، اور استقلال و استقامت کا ذریعہ ہیں۔ ان کا ہر وقت سامنے رہنا زندگی کی علامت ہے۔

— ناشر

زعیمِ مصر حسن البناؒ
شہیدِ ملت

مراکش، الجزائر کی بہاریں یاد کرتی ہیں
ابھی تک قاہرہ کی رہ گزاریں یاد کرتی ہیں
ترے اخوان اب تک منتظر ہیں تیری آمد کے
کہ تجھ کو تیری زندہ یادگاریں یاد کرتی ہیں

عراقی مرغزاروں کی فضائیں یاد کرتی ہیں
فلسطیں کے اُفق کی بھی گھٹائیں یاد کرتی ہیں
ترا سینہ کہ اِک آتش کدہ تھا سوزِ ملت کا
تجھے لبنان کی ٹھنڈی ہوائیں یاد کرتی ہیں

کہیں خارا شگافی کی، کہیں آئینہ سازی کی
کہ تُو میدان کا غازی بھی تھا مسجد کا نمازی بھی
ترے کردار میں تھا امتزاجِ شعلہ و شبنم
سراپا سعیٔ پیہم بھی، مجسم پاک بازی بھی

یقیں کی آتشِ خاموش کو بھڑکا دیا تُو نے
کہ مصری نوجوانوں کا لہو گرما دیا تُو نے
خِرد کہتی رہی ٹھہرو! بہت نازک زمانہ ہے
سفینہ کو مگر طوفان سے ٹکرا دیا تُو نے
اگر یہ واقعہ ہے مذہبِ اسلام زندہ ہے
تو پھر کیا ڈر ہے تُو زندہ ترا پیغام زندہ ہے

—— ماہرُ القادریؒ

دِیباچہ

بسم الله الرحمن الرحيم. والحمد لله والصلوٰة والسلام علىٰ امام المتقين و قائد المجاهدين سيدنا محمد النبى الامين و علىٰ آلهٖ و اصحابهٖ و من تبع هداهم الى يوم الدين

میرا یہ رسالہ اخوان المسلمین سے متعلق اُن مجاہد بھائیوں کے نام ہے جو اپنی دعوت کی عظمت اور نظریے کی پاکیزگی پر پختہ ایمان، اور یہ جذبۂ صادق رکھتے ہیں کہ یا تو اس عظیم حقیقت کے تحت زندگی بسر کریں گے، یا اس کی راہ میں جان دے دیں گے۔ ان مختصر کلمات میں میرا رُخ ان ہی بھائیوں کی طرف ہے۔ یہ محض سبق نہیں ہیں کہ جنہیں رَٹ لیا جائے، بلکہ یہ وہ تعلیمات ہیں، جنہیں نافذ کیا جائے گا۔ لہٰذا برادرانِ بااخلاص عمل کی طرف بڑھیے۔ جلد ہی اللہ، اُس کا رسولؐ اور اہل ایمان آپ کے کام کو دیکھیں گے اور عنقریب آپ کو اس ہستی کی طرف لوٹا دیا جائے گا، جو ظاہر و غیب دونوں سے باخبر ہے۔ وہ ہستی آپ کو بتائے گی کہ آپ کیا کرتے رہے ہیں۔

اور اللہ کا یہ فرمان بھی یاد رکھیے کہ:

> ''بیشک میری راہ ہی سیدھی راہ ہے۔ تم اسی پر چلو اور دوسرے راستے اختیار نہ کرو۔ ورنہ خدا کے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔ یہ وصیت تمھیں اس لیے کی گئی ہے کہ تم (خدا کی گرفت سے) بچ سکو۔''

ان اخوانی بھائیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے اسباق، واقعات، کتابیں، مقالات، مضامین اور اداریے ہیں۔ ہر شخص اپنی پسند کے راستے پر چل رہا ہے۔ آپ نیکی کی طرف بڑھیے۔ اللہ نے سب کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ والسلام علیکم ورحمة الله و بركاته

— حسن البناء شہیدؒ

ہمارے عہد و پیمان کے دس اجزا ہیں۔ انہیں یاد کر لیجیے:

۱-فہم، ۲-اخلاص، ۳-عمل، ۴-جہاد، ۵-قربانی، ۶-اطاعت، ۷-ستقلال، ۸-تجرّد، ۹-اخوّت اور ۱۰-اعتماد

۱-فہم

فہم سے میری مراد یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ ہمارا طرزِ فکر خالص اسلامی ہے۔ اور ہم اسلام کو اسی طرح سمجھیں، جس طرح مندرجہ ذیل بیس مختصر ترین اصولوں کی حدود میں رہتے ہوئے سمجھ میں آتا ہے۔

۱- اسلام ایک ایسا مکمل نظامِ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ یہ سلطنت بھی ہے اور وطن بھی، یعنی حکومت بھی ہے اور رعایا بھی۔ یہ ضابطۂ اخلاق بھی ہے اور قوت بھی، یعنی رحم بھی ہے اور انصاف بھی۔ یہ ثقافت بھی ہے اور قانون بھی، یعنی علم بھی ہے اور فیصلہ کن طاقت بھی۔ یہ مادّی طاقت بھی ہے اور ثروت بھی، یعنی ذریعۂ معاش بھی ہے اور غنا بھی۔ اور یہ جہاد بھی ہے اور دعوت بھی، یعنی جوش بھی ہے اور ہوش بھی۔ بالکل اسی طرح جس طرح یہ ایک صحیح عقیدہ اور عبادت ہے۔

۲- اسلامی احکامات سے واقفیت حاصل کرنے لیے قرآن و حدیث ہی علم کا منبع ہیں۔ قرآن کا فہم عربی زبان کے گرامر کے مطابق اور کسی قسم کی نکتہ وری اور بے جا بحث و تمحیص کے بغیر حاصل کیا جائے۔ اور حدیث کو سمجھنے کے لیے ثقہ محدّثین کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳- سچے ایمان، صحیح عبادت اور جد و جہد کی ایک روشنی اور ایک مٹھاس ہوتی ہے، جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے اُتار دیتا ہے۔ مگر الہام، دلی

احساسات، کشف اور خواب، شرعی احکام کے لیے دلائل نہیں بن سکتے۔ اُن کا اگر کچھ اعتبار کیا جاسکتا ہے تو صرف اس شرط کے ساتھ کہ وہ دین اور نصوص صحیحہ کے احکام سے متصادم نہ ہوں۔

۴۔ قرآنی آیات اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) منقول تعویذوں کے سوا ہر قسم کے تعویذ، گنڈے، نجوم، کہانت، غیب دانی کے دعوے اور اس سلسلے کی دوسری تمام باتیں منکرات میں شامل ہیں۔ اور ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔

۵۔ امام اور اُس کے نائب کی رائے ـــ جب تک کسی شرعی اصول کے منافی نہ ہو۔ صرف اُن مسائل میں قابلِ عمل ہے، جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو۔ یا جہاں مختلف تعبیرات کا احتمال پایا جائے۔ ان کے علاوہ اُن کی رائے ایسے مسائل کے بارے میں بھی معتبر سمجھی جائے جو زمان و مکان، عرفِ عام اور لوگوں کے طور و اطوار کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ یہاں بھی یہ بات ملحوظ رکھنا ہوگی کہ امام یا اُس کے نائب کی رائے کسی شرعی اصول کے خلاف نہ ہو۔ عبادات ـــ معنی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر ـــ بندگی کی حقیقی بنیاد ہیں۔ جب کہ زندگی کے دوسرے معمولات میں اسرار و حکم اور مقاصد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

۶۔ محمد ﷺ کے سوا ہر ایک کا کہا مانا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے اُس میں سے جو جو قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ اسے ہم بسر و چشم قبول کریں گے۔ ورنہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ (ﷺ) کی سنت اس بات کی زیادہ مستحق ہیں کہ اُن کی اتباع کی جائے۔ مگر ایسے مسائل میں ـــ جن کے متعلق صحابہ کی آرا مختلف رہی ہیں ـــ ہم کسی کی ذات پر نقد و جرح نہیں کریں گے۔ اُن کا معاملہ اُن کی نیتوں پر چھوڑ دیں گے۔ وہ اپنے کیے کو پہنچ چکے ہیں۔

۷۔ ہر ایسا مسلمان جو شرعی احکام میں نظر و فکر کے مقام تک پہنچ چکا ہو۔ ائمہ دین میں سے جس کی چاہے اتباع کرسکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مزید تحقیق جاری رکھے اور جب بھی کسی امام کی کوئی بات دلیل کے ساتھ صحیح ثابت ہو جائے اُسے قبول کرلے اور اگر وہ محض اہلِ علم میں سے ہے تو بھی تحقیق جاری

رکھے تاکہ نظر و فکر کے مقام تک پہنچ سکے۔

۸- فقہ کے فروعی مسائل میں پایا جانے والا اختلاف رائے دین میں گروہ بندی، باہمی لڑائی جھگڑے اور بغض و کینہ تک پہنچا دینے کا سبب نہ بنے۔ ہر اجتہاد کرنے والا شخص اپنا بدلہ پالے گا۔ اللہ کی رضا کے لیے محبت اور حقیقت کو پالینے کی خاطر باہمی تعاون کے سائے میں صاف ستھری علمی تحقیق کی اُس وقت تک کوئی ممانعت نہیں۔ جب تک یہ سلسلہ کسی مذموم مقصد اور تعصب کا سبب نہ بننے لگے۔

۹- ہر ایسا مسئلہ جو ہمارے کسی عمل کی بنیاد نہ ہو، اُس کے بارے میں غور و فکر کرنا ایک ایسا تکلف ہے، جس سے ہمیں شرعی طور پر منع کر دیا گیا ہے۔ ناممکن الوقوع چیزوں کے بارے میں احکام سے جزئیات نکالنا، ایسی قرآنی آیات کے معانی پر غور کرنا، جن تک ہمارا علم ابھی تک نہیں پہنچ سکا اور صحابہؓ کرام کے درمیان باہمی فضیلت اور اختلافات کے بارے میں گفتگو کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ صحابہ میں سے ہر ایک کو صحبت کی فضیلت حاصل ہے اور نیت کی جزا ملے گی۔ اور ان کے درمیان اختلافات کے سلسلے میں تاویل کا میدان کھلا ہے۔

۱۰- اللہ کی معرفت، توحید اور (ہر قسم کے عیوب و نقائص) سے پاکیزگی (کا اقرار) اسلام کے اہم ترین عقائد میں سے ہے۔ ہم صفات (الٰہی) والی آیات، صحیح احادیث اور متشابہات پر بلاچوں و چرا ایمان رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں علماء کے درمیان جو اختلافات موجود رہے ہیں اُن کے درپے ہونا ہمارا کام نہیں۔ اس بارے میں حدود وہی ہیں جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ کرام اور پختہ علم رکھنے والے لوگ پابند رہے ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ (ال عمران:۷)

"علمی اعتبار سے پختہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان (آیاتِ متشابہات) پر ایمان ہے۔
یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔"

۱۱- ہر ایسا نیا کام جس کی دین میں کوئی بنیاد نہ ہو لوگ محض اپنی خواہشات کی بنا پر اُسے اچھا قرار دیتے ہوں، اس سے دین میں زیادتی ہو یا کمی، سراسر گمراہی ہے۔ ایسی بدعات

کے خلاف جنگ کرنا اور اُنہیں ایسے ذرائع سے ختم کرنا ضروری ہے، جن کے نتائج ان سے بھی بدتر نہ ہوں۔

۱۲- بدعت[۱] اضافی، تزکیۂ نفس کے طریقے اور عبادات[۲] محضہ کو لازم کر لینے کے بارے میں فقہی اختلافات ہیں۔ ان سے متعلق ہر ایک کی اپنی اپنی رائے ہے۔ دلائل و براہین کے ذریعے سے ان کی حقیقت کی تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۳- نیک لوگوں کے ساتھ محبت رکھنا، ان کا احترام کرنا اور اُن کے پاکیزہ اعمال دیکھ کر اُن کی تعریف کرنا اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ اس آیت میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ۝

''جو لوگ کہ ایمان دار ہیں اور انہوں نے تقویٰ اختیار کر رکھا ہے۔''

شرعی شرائط کے مطابق اُن کی تعظیم ضروری ہے۔ مگر اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ اپنی زندگی میں اور موت کے بعد بھی اپنے نفع و نقصان کے مالک نہ تھے۔ چہ جائیکہ اس میں سے کچھ دوسروں کو بھی دے سکیں۔

۱۴- زیارت قبور، جب تک شرعی طریقے کے مطابق ہو، جائز ہے۔ مگر اصحابِ قبور سے پناہ مانگنا، اس غرض سے انہیں پکارنا، دور یا نزدیک ہوتے ہوئے انہیں ضروریات پورا کرنے کے لیے بلانا، ان کے نام کی نذر ماننا، قبروں کو پختہ بنانا، اُن پر غلاف چڑھانا، چراغاں کرنا، اُنہیں چومنا۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھانا اور اس قسم کی دوسری بدعات کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔ اُن کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے اور پیش بندی کی خاطر ان اعمال کی ہم کوئی تاویل نہیں کریں گے۔

۱۵- مخلوق میں سے کسی کے وسیلے سے دعا کرنا ایک فروعی مسئلہ ہے۔ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے اور عقائد کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۶- غلط عرف سے شرعی الفاظ کے حقائق نہیں بدل سکتے۔ معنی مقصود پر پختہ رہنا اور جم جانا ضروری ہے۔ دین و دنیا کے ہر شعبے میں لفظی دھوکہ بازی سے بچنا بھی ضروری ہے۔

---

[۱] تزکیۂ نفس کے ایسے نئے طریقے جو سنت سے متصادم نہ ہوں۔ (مترجم)

[۲] نفل نمازیں، روزے اور صدقات وغیرہ مراد ہیں۔ (مترجم)

اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی سمجھ لیجیے کہ اصل اعتبار اشیاء کے مفہوم کا ہے نہ کہ ان کے ناموں کا۔

۱۷- عقیدہ عمل کی بنیاد ہے اور دل کا عمل اعضاء کے عمل سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ان دونوں میں کمال حاصل کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ اگرچہ طلب کے مراتب مختلف ہو سکتے ہیں۔

۱۸- اسلام عقل کو آزادی بخشتا، غور و فکر پر آمادہ کرتا، علم اور علماء کے مقام کو بلند تر بناتا، اور ہر چیز کے مفید اور صالح حصے کے لیے دامن وا رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے:

اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ اَنّٰی وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ النَّاسِ بِهَا

"حکمت مومن کی متاعِ گم شدہ ہے۔ وہ اُسے جہاں بھی پا لے دوسرے لوگوں کی نسبت سب سے زیادہ اس کا حق دار ہے۔"

۱۹- اسلام میں غور و فکر شرعی اور عقلی دونوں اعتبار سے اتنی زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا مذہب اس کے ہم پلّہ نہیں۔ قطعی مسائل میں شرع اور عقل ہرگز ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہوتیں۔ کوئی علمی حقیقت کسی شرعی اصول سے متصادم نہیں ہوتی۔ ظنی حقیقت کو قطعی کے موافق کر لیا جاتا ہے۔ اگر دونوں حقیقتیں ظنی ہوں تو اس وقت شرعی نقطۂ نظر اتباع کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر یا تو عقلی بات صحیح ثابت ہو جائے گی یا ساقط ہو جائے گی۔

۲۰- کسی مسلمان کو اُس وقت تک کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ دونوں شہادتوں کا اقرار کرے۔ دونوں کے تقاضے پورے کرے اور فرائض کو ادا کرتا رہے۔ ہاں اگر وہ اپنی رائے یا نافرمانی کی بنا پر کفر کا اقرار کرے۔ ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کر دے۔ قرآن کی کسی صریح آیت کو جھٹلائے یا اُس کی کوئی ایسی تفسیر کرے کہ عربی لغت اس کی کسی طرح بھی متحمل نہ ہو سکتی ہو، یا کوئی ایسا کام کرے جسے کفر کے سوا اور کوئی نام نہ دیا جا سکتا ہو، تو اس صورت میں اُس شخص کو کافر کہا جا سکتا ہے۔ جب اخوانی مسلمان ان اصولوں کی روشنی میں دین و دنیا کے معانی سمجھ لے گا تو وہ اپنے مقصد کو پا لے گا۔

قرآن ہمارا دستور اور رسول اکرمؐ ہمارے راہ نما ہیں۔

۲-اخلاص

اخلاص سے میری مراد یہ ہے کہ ہر اخوانی مسلمان اپنے قول وعمل اور ہر طرح کی جدّوجہد میں صرف رضائے الٰہی اور اچھے انجام کو اپنا مقصود بنائے۔ کسی ظاہری فائدے، مرتبے، لقب یا دنیاوی ترقی کو پیشِ نظر نہ رکھے۔ اس طرح وہ ایک فکری اور اعتقادی سپاہی ہوگا۔ نہ کہ غرض ومنفعت کا سپاہی۔ (اللہ فرماتے ہیں)

قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لاشَرِیْکَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ

(الانعام: ۱۶۲،۱۶۳)

''کہو، میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔''

اسی سے ایک مسلمان اپنے دائمی نعرے اَللّٰہُ غَایَتُنَا (اللہ ہی ہمارا مقصود ہے)، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (اللہ سب سے بڑا ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں) کو سمجھ لیتا ہے۔

۳-العمل

عمل سے میری مراد ایسا عمل ہے جو علم اور اخلاص کا پھل ہو اللہ نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَکُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ

''ان سے کہہ دو کہ اپنا کام کیے جاؤ۔ جلد ہی اللہ، اس کا رسول اور ایمان دار لوگ تمہارے کام کو دیکھیں گے۔ جلد ہی تم اُس ہستی کے پاس واپس لے جائے جاؤ گے جو ظاہر اور پوشیدہ ہر چیز کو جانتی ہے۔ وہ ہستی تمھیں بتائے گی جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔''

اخوان کو عمل میں مندرجہ ذیل منازل طے کرنا ہوں گی۔

۱- اپنے آپ کی اس طرح اصلاح کرنا کہ جسم مضبوط، اخلاق سنجیدہ، فکر منجھی ہوئی، کمائی

حلال اور عقیدہ صحیح ہو جائے۔ عبادت کا حق ادا کرے، نفس کے خلاف جہاد کرے۔ وقت کی قدر کرے۔ زندگی کو منظّم بنائے اور دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ یہ باتیں فرداً فرداً ہر اخوانی کے لیے ضروری ہیں۔

۲- ایک مسلم گھرانہ بنانا۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ اہلِ خانہ کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ اس کے افکار کا احترام کریں اور پوری گھریلو زندگی میں اسلام کے آداب کو ملحوظ رکھیں۔ بیوی کا اچھا انتخاب کرے اور اُسے اس کے حقوق اور واجبات سے واقف کرائے۔ بچوں اور خادموں کو اچھی تربیت دے اور اُن کی پرورش اسلامی بنیادوں پر کرے۔ ان باتوں پر عمل کرنا بھی ہر بھائی پر فرداً فرداً واجب ہے۔

۳- معاشرے کی رہنمائی۔ عوام میں بھلائی کی دعوت کو پھیلانا۔ رذائل اور برائیوں سے جنگ کرنا۔ فضائل کی حوصلہ افزائی کرنا۔ نیک کاموں کی تلقین کرنا۔ اچھے کاموں کی طرف لپکنا۔ رائے عامہ کو اسلامی فکر کے لیے ہموار کرنا۔ اور زندگی کے تمام مظاہر کو ہمیشہ اسی رنگ میں رنگنا۔ یہ اعمال ہر اخوانی کے لیے انفرادی طور پر اور جماعت پر بحیثیت منتظمہ لازمی ہیں۔

۴- وطن کو ہر اجنبی اور غیر اسلامی حکومت سے آزاد کرانا۔ اس کی اجنبیت خواہ سیاسی اعتبار سے ہو۔ خواہ اقتصادی نقطۂ نظر سے، خواہ روحانیت کے لحاظ سے۔

۵- حکومت کی اصلاح کرنا۔ یہاں تک کہ وہ ایک صحیح اسلامی حکومت بن جائے۔ کیوں کہ وہ اپنے فرائض امت کی خادمہ اور پیش کار کی حیثیت سے اور اس کی مصلحت کے مطابق صرف اسی صورت میں سر انجام دے سکتی ہے۔ ایک اسلامی حکومت وہی ہوتا ہے جو اسلام کے احکام اور تعلیمات کو نافذ کرے، جس کے کار پرداز مسلمان ہوں۔ اسلام کے فرائض ادا کریں اور نافرمانی پر اڑ نہ جائیں۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ حکومت ضرورت کے وقت غیر مسلموں سے امداد حاصل کرے۔ جب کہ یہ ولایت عامہ (کلیدی اسامیوں) سے کسی منصب کی صورت میں نہ ہو۔ اور اس کے حصول کے لیے کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جو اسلامی نظام کے عام فوائد کے خلاف نہ پڑتا ہو۔

اسلامی حکومت کے اوصاف یہ ہیں: ملک کے باشندوں کی خبر گیری کرنا، رعیت کے ساتھ نرمی کا سلوک رکھنا۔ لوگوں کے باہمی معاملات میں انصاف کرنا۔ ان کے اموال میں سے کوئی چیز بے جا طور پر حاصل کرنے سے بچنا اور اس سلسلے میں میانہ روی اختیار کرنا۔

اسلامی حکومت کے فرائض میں ـــ امن عامہ کی حفاظت کرنا۔ قانون نافذ کرنا۔ تعلیم کی اشاعت کرنا۔ قوت تیار کرنا۔ صحت کی حفاظت کا بندوبست کرنا۔ عوامی مفادات کو ملحوظ رکھنا۔ سرمایہ کاری کو بڑھانا۔ مال کو ضائع ہونے سے بچانا۔ اخلاق کو پختہ بنانا اور دعوت کو پھیلانا ـــ شامل ہے۔

اگر حکومت ان فرائض سے عہدہ برآ ہو رہی ہو تو عوام کی طرف سے جان و مال کے ذریعے خیر خواہی، اطاعت گزاری اور تعاون اُس کا حق ہے۔ لیکن وہ ان فرائض کو پورا نہ کرے تو نصیحت اور راہ نمائی سے کام لیا جائے (اگر وہ پھر بھی نہ سنبھل سکے) تو اُسے معزول کرنا اور ہٹا دینا ضروری ہے۔ خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی فرماں برداری نہیں کی جا سکتی۔

۶- علاقوں کو آزاد کرا کے، عظمت کو زندہ کر کے، ثقافت کو بحال کر کے اور اُس کی شیرازہ بندی کر کے اُمت مسلمہ کے حاکمانہ وجود کا احیاء کرنا۔ تا کہ اس کی گم گشتہ خلافت اور پارہ شدہ وحدت کو واپس لایا جا سکے۔

۷- دنیا بھر میں دعوت کو پھیلانا اور اس کی راہ نمائی کرنا۔ تا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے تمام فتنے ختم ہو جائیں اور صرف اللہ کا دین باقی رہ جائے۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے:

وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

"اللہ نے اپنے نور کو مکمل کرنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا ہے۔"

آخری چار چیزیں جماعت پر بحیثیت مجموعی واجب ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت کا کارکن ہونے کی حیثیت سے ہر اخوانی کے لیے انفرادی طور پر بھی لازمی ہیں۔

کتنی ہی بوجھل ذمے داریاں اور کتنے ہی اہم کام ہیں جنہیں لوگ ایک خواب و خیال سمجھتے ہیں مگر مسلمان کے لیے وہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ تاہم ہم مایوس ہرگز نہیں ہیں۔ اور ہمیں

اپنے خدا سے بڑی توقعات ہیں۔

اس نے خود ہی فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○

(یوسف:۲۱)

''اللہ اپنے معاملات پر پوری طرح غالب ہے۔مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں۔''

۴-جہاد

جہاد سے میری مراد وہ فریضہ ہے جو اپنی اسی حیثیت میں قیامت تک قائم رہے گا۔اور جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مقصود ہے کہ جو شخص اس طرح مر گیا کہ زندگی بھر نہ تو جہاد میں عملی طور پر شریک ہوا اور نہ کبھی شرکت کا ارادہ ہی کیا۔وہ جاہلیت کی موت مرا۔

کفر کو دل سے ناپسند کرنا جہاد کا ابتدائی درجہ اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑنا اس کا انتہائی درجہ ہے ـــــ زبان، قلم اور ہاتھ سے جہاد کرنے اور جابر حکمراں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی حیثیت ان دونوں درجوں کے بین بین ہے۔دعوتِ اسلام جہاد کے ذریعے ہی زندہ ہو سکتی ہے۔دعوت کے پھیلنے اور اس کے میدان کے وسیع ہونے میں جہاد کی عظمت ہے۔دین کی حمایت کا اجر اور کارکنوں کے ثواب میں اضافہ کا انحصار بھی انہی دو چیزوں پر ہے۔اللہ کا فرمان ہے:

وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط (الحج:۷۸)

''اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا کردو۔''

اسی سے اپنی دائمی پکار ''اَلْجِهَادُ سَبِيْلُنَا'' (ہمارا راستہ جہاد ہے) کا مطلب بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔

۵-قربانی

قربانی سے میری مراد یہ ہے:

جان، مال، وقت، لمحاتِ زندگی اور ہر چیز کی راہ میں خرچ کر ڈالنا۔دنیا میں کوئی جہاد قربانی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ہم نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس میں جتنی بھی قربانی دی جائے، ضائع نہیں ہوتی۔اس کا اجر بہت زیادہ اور ثواب بہترین ہے۔ہمارے ساتھیوں میں سے جو شخص

قربانی نہیں دے گا وہ مجرم ہوگا۔

قرآن میں بتایا گیا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَ اَمۡوَالَھُمۡ (التوبۃ:۱۱۱)

''کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں۔''

ایک جگہ تنبیہ کی گئی:

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡھَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَھَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَھَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَجِھَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ط (التوبۃ:۲۴)

''ان سے کہو اگر تمہیں اپنے باپ، بیٹے، بیویاں، خاندان اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں گھاٹے کا خدشہ تمہیں لاحق رہتا ہے۔ تمہیں اللہ، رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کی نسبت زیادہ پسند ہیں تو اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔''

اور یہ اس لیے کہ:

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ لَا یُصِیۡبُھُمۡ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخۡمَصَۃٌ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَایَطَئُوۡنَ مَوۡطِئًا یَّغِیۡظُ الۡکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّیۡلًا اِلَّا کُتِبَ لَھُمۡ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ط (التوبۃ:۱۲۰)

''کیوں کہ انہیں اگر اس راہ میں پیاس لگتی ہے۔ کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ کوئی الجھن پیش آجاتی ہے، دشمن کے کسی اہم مقام پر قبضہ کر لیتے ہیں یا اس کے خلاف کوئی بھی کامیابی حاصل کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں ان کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

فَاِنۡ تُطِیۡعُوۡا یُؤۡتِکُمُ اللّٰہُ اَجۡرًا حَسَنًا ج (الفتح:۱۶)

''اگر تم اطاعت کرتے رہو گے تو اللہ تمہیں اچھا بدلہ دے گا۔''

اس سے آپ کو اپنی اس غیبی آواز ''وَالۡمَوۡتُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَسۡمٰی اَمَانِیۡنَا'' اللہ کی راہ میں موت ہماری بلند ترین خواہش ہے۔'' کا مطلب بھی سمجھ میں آجائے گا۔

۶-اطاعت

اطاعت سے میری مراد یہ ہے:
تنگی اور آسانی، خوشی اور ناخوشی ہر حال میں حکم مانا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ دعوت کا یہ جزو تین مراحل میں پورا ہوتا ہے۔

تعارف: لوگوں میں اس فکر کو عام کرنا۔ اسی بنیاد پر دعوت کو منظم کرنا، تبلیغی وفود ترتیب دینا (ان وفود کا بنیادی کام عوامی فلاح کے لیے کوشش کرنا ہوگا)۔ دعوت کو معروف کرانے کے لیے کبھی وعظ و تقریر اور کبھی تربیتی کیمپوں سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے ذرائع بھی اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ اخوان کی ہر جماعت نے دعوت کی ابتدا ہی سے اس طرز پر کام شروع کر دیا ہے۔ بنیادی قانون جماعت تیار کرتی ہے۔ اور اخوان کے اخبارات و رسائل اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس طرح دعوت کا کام جاری رہتا ہے۔ جماعت میں ہر ایسا آدمی شامل ہوسکتا ہے جو اس کے کاموں کی خاطر کچھ وقت نکالنے اور دعوت کے بنیادی اصولوں کی پابندی کرنے کے لیے تیار ہو۔ اس طرح کی شمولیت میں اطاعت پوری طرح ضروری نہیں۔ مگر نظم اور جماعت کے بنیادی اصولوں کا احترام لازمی ہے۔

تکوین: صالح عناصر کو جہاد کی ذمّے داری اُٹھانے کے لیے چن لینا۔ اُنہیں منظّم کرنا اور دعوت کے نظام کے مطابق چلانا۔ اس طرح روحانیت کے اعتبار سے یہ ایک صوفیانہ تحریک ہوگی اور عملی لحاظ سے ایک فوجی تنظیم۔ ان دونوں پہلوؤں میں اس کا طریقِ کار یہ ہوگا کہ کسی سوچ، فکر، اُمید اور دِلی کبیدگی کے بغیر حکم سننا ہوگا اور اطاعت کرنا ہوگی۔ اخوانی دستے اسی طرح کام کرتے ہیں۔ دعوت کے اس مرحلے میں خاص طور پر صرف ایسے افراد شامل ہوسکتے ہیں جو جدوجہد کی قباء پہننے کے لیے پوری استعداد فراہم کرلیں۔ یہ جدوجہد بہت طویل، مصائب سے پر اور بے شمار ذمّہ داریوں کی حامل ہے۔ اور جس قسم کی استعداد کی یہاں ضرورت ہے "اطاعت کامل" اس کی سب سے پہلی سیڑھی ہے۔

تنفیذ: دعوت کا یہ مرحلہ مقصد تک پہنچنے کے لیے ایک جہد مسلسل ہے۔ جس میں سہل انگاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ایک امتحان اور آزمائش ہے۔ جس میں صرف صادقین ہی پورے

اُتر سکتے ہیں۔ اس مرحلے میں بھی کامیابی کی ضامن صرف ''اطاعت کاملہ'' ہے۔ اخوان المسلمین کے بانی ارکان نے ۵ ربیع الاوّل ۱۳۵۹ھ کو اس بات کا عہد کیا تھا۔

اس خدائی دستے کے ساتھ مل جانے، اس کے پیغام کو قبول کر لینے اور اپنے آپ کو اس عہد کا پابند بنا لینے سے آپ دوسرے دور میں داخل اور تیسرے دور سے قریب تر ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس بیعت سے عاید ہونے والی ذمّے داری کو پہچاننے اور اُس کی وفاداری کے لیے اپنے آپ کو تیار کیجیے۔

۷- ثابت قدمی

ثبات واستقلال سے میری مراد یہ ہے کہ:

ہر اخوانی اپنے مقصد کے حصول کی خاطر سرگرم عمل رہے۔ خواہ مدّت عمل کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو جائے۔ اس میں سال ہا سال ہی کیوں نہ لگ جائیں۔ یہ کام ہر اخوانی کو اس وقت تک جاری رکھنا ہو گا جب تک وہ اپنے رب سے نہیں جاملتا۔ اُس وقت وہ دو کامیابیوں میں سے ایک ضرور حاصل کر لے گا۔ یعنی یا تو مقصد کو پالے گا یا مقصد کی راہ میں شہید ہو جائے گا۔

قرآن میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ

''ایمان دار لوگوں نے اپنا عہد سچا کر دکھایا ہے۔ اُن میں سے کچھ تو اپنی منزل کو پہنچ گئے ہیں اور باقی انتظار میں ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے مقصد میں ذرّہ برابر کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا، راستہ بہت لمبا اور منزلِ مقصود بہت دور ہے۔ راستہ تباہ کن گھاٹیوں میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اب صرف استقلال ہی منزلِ مقصود تک پہنچا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بہت بڑا اجر اور بہترین ثواب بھی ملے گا۔

ہمارے چھ وسائل میں سے ہر ایک وسیلہ بہتر تیاری، کم فرصت اور گہرے نفوذ کا محتاج ہے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔

قرآن میں ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝

(بنی اسرائیل:۵۱)

''وہ کہتے ہیں یہ بات کب ہوگی۔ان سے کہہ دو ممکن ہے جلد ہی ہو جائے۔''

۸- تجرّد

تجرّد سے میری مراد یہ ہے کہ:

آپ اپنی فکر کو باقی تمام اشیاء و اشخاص سے ہٹا کر صرف دعوت کے لیے مخصوص کر لیں کیوں کہ یہی سب سے اعلیٰ اور جامع فکر ہے۔اللہ فرماتے ہیں:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ (البقرۃ:۱۳۸)

''اللہ کا رنگ اختیار کرو۔اُس کے رنگ سے بہتر کون سا رنگ ہوسکتا ہے؟''

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنۃ:۴)

''تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اس واقعہ میں ایک اچھی مثال ہے۔جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا۔ہمارا تمہارا اور تمہارے معبودوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اس وقت تک موجود رہے گی۔جب تک تم صرف ایک اللہ پر ایمان نہیں لے آتے۔''

ایک اخوانی،لوگوں کو چھ قسموں میں تقسیم کرتا ہے۔

۱- مجاہد مسلمان

۲- بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہنے والا مسلمان۔

۳- گناہ گار مسلمان۔

۴- ذمی۔

۵- معاہد غیر جانب دار۔

٦- محارب۔

اسلام کی عدالت میں ان میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ حکم ہے۔ ان اقسام کے لیے مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے ہی اشخاص اور جماعتوں کو پرکھا جا سکتا اور اُن کے ساتھ دوستی قائم کی جا سکتی یا دشمنی مول لی جا سکتی ہے۔

۹- اُخوّت

اُخوّت سے میری مراد یہ ہے کہ:

دل اور روح عقیدے کی رسّی کے ذریعے بندھے ہوئے ہوں۔ عقیدہ ہی سب سے زیادہ پختہ اور قیمتی تعلق ہے۔ بھائی چارہ ایمان کا بھائی ہے اور تفرقہ بازی کفر کا۔ سب سے پہلی قوّت ''اتحاد'' ہے اور اتحاد محبت کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا۔ محبت کا ادنیٰ درجہ دوسرے شخص کے لیے دل کا صاف ہونا اور اعلیٰ درجہ اس کی خاطر قربانی کرنا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

(الحشر:۹)

''جو لوگ ذاتی مفادات سے بچا لیے گئے وہ کامیاب ہیں۔''

ہر اخوانی کو چاہیے کہ دوسرے بھائیوں کو اپنے آپ پر ترجیح دے، کیوں کہ اگر وہ اس کے بارے میں ایسا رویّہ اختیار نہیں کرتا تو دوسرے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیسے کرے گا، جب کہ وہ لوگ غیر بھی ہوں۔ یاد رکھیے بھیڑیا ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔ مومنوں کی حیثیت ایک دوسرے کے لیے باہم پیوستہ دیواروں کی سی ہے، جو ایک دوسری کے لیے قوت کا سبب بنتی ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبة:۷۱)

''مسلمان مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔''

آپ کے لیے بھی ایسی ہی اُخوّت ضروری ہے۔

۱۰-اعتماد

اعتماد سے میری مراد یہ ہے کہ:

ماتحت کو اپنے قائد کی قابلیت اور خلوص کے بارے میں پورا پورا اطمینان ہو۔ ایسا اطمینان جو محبت، بھروسہ، احترام اور اطاعت پیدا کرتا ہے۔

اللہ نے فرمایا:

فَلاوَرَبِّکَ لا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo (النساء:٦٥)

''تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات ختم کرنے کے لیے تجھے حَکَم نہ بنائیں پھر تو جو فیصلہ کردے اس کو اس طرح تسلیم کرلیں کہ اُس کے خلاف ذرّہ برابر مَیل ان کے دل میں نہ آئے۔''

یاد رکھیے، قیادت دعوت کا ایک جزو ہے۔ قیادت کے بغیر دعوت کا کوئی وجود نہیں۔ کمانڈر اور افواج کے باہمی اعتماد ہی سے جماعت کا نظام مضبوط ہوتا اور اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور اخوان المسلمون صرف اسی طریقے سے مشکلات کی ان گھاٹیوں کو عبور کر سکتے ہیں، جو ان کی راہ میں آنے والی ہیں۔ ایسی ہی صورت حال کے لیے قرآن رہ نمائی کرتا ہے کہ فَاَوْلٰی لَهُمْ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ۔ افسوس ہے ان کے حال پر (انھیں چاہیے) کہ وہ فرماں برداری کریں اور اچھی اچھی باتیں کہیں۔ پس ہمیں اپنے نظامِ جماعت کو بہتر بنانے کے لیے دلی طور پر اطاعت کا عہد کرنے کی ضرورت ہے۔

اخوان کی دعوت میں والد کا قلبی تعلق کے واسطے سے قیادت کرنا۔ استاد کا علمی فائدے کے ذریعے رہ نمائی کرنا۔ شیخ کا روحانی تربیت کے ذریعے راستے دکھانا۔ اور سربراہِ جماعت کا سیاسی مسائل کے متعلق فیصلہ کر کے نقوشِ راہ دینا۔ ان کے فرائض میں شامل ہے۔ ہماری دعوت ان باتوں کی جامع ہے۔ تحریکوں کی کامیابی کے لیے قیادت پر اعتماد ہی سب کچھ ہے۔ ہر اخوانی کو اعتماد کا مفہوم سمجھنے کے لیے اپنے آپ سے یہ سوالات کرنے چاہئیں۔

۱- کیا اس نے اپنے قائد کا ابتدائی تعارف حاصل کیا اور اس کی زندگی کے مختلف مراحل کا مطالعہ کیا ہے؟

۲- کیا وہ اس کی اہلیت اور خلوص کے بارے میں مطمئن ہے؟

۳- کیا وہ ان احکامات کو صحیح تسلیم کرنے کے لیے تیار ہے، جو قیادت کی طرف سے اس کے نام جاری کیے جاتے ہیں، جن کی حیثیت قطعی ہوتی ہے اور ان میں کسی قسم کے تردُّد، جھگڑے، تنقیص اور تعدیل کا موقع نہیں ہوتا اور کیا وہ قیادت کی خیر خواہی کرنے یا غلطی پر تنبیہ کرنے اور بہتر تجویز کا اظہار کرنے کے لیے بھی تیار ہے؟

۴- کیا وہ اس بات کے لیے آمادہ ہے کہ کسی اجتہادی مسئلے میں اگر اس کی رائے اس فیصلے سے مختلف ہو جو قیادت نے کیا ہے۔ تو وہ اپنی رائے کو غلط تصور کر لے اور قیادت کے فیصلے کو صحیح مان لے؟

۵- کیا وہ یہ کر سکتا ہے کہ اپنے وسائل زندگی دعوت کے سپرد کر دے۔ اور آیا وہ اس بات کا قائل ہے کہ تحریک عوامی بھلائی اور اس کے انفرادی مفادات میں ترجیح قائم کرنے کا حق رکھتی ہے؟

اپنے آپ سے یہ سوالات کرنے اور ان کے جوابات سوچنے سے ہر اخوانی اس بارے میں مطمئن ہو جائے گا کہ قائد کے ساتھ ربط اور اس پر اعتماد کا کیا مقصد ہے۔ بہر حال دل اللہ کے قبضے میں ہیں۔ وہ انہیں جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

"اگر تم وہ سب کچھ خرچ کر دیتے جو کچھ زمین میں ہے۔ پھر بھی ان کے دلوں میں اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر اللہ نے ان میں اُلفت ڈال دی ہے۔ وہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔"

عہد کی ذمّے داریاں

اے راست باز بھائی!

اس بیعت کو قبول کر لینے سے مندرجہ ذیل باتوں کی ادائیگی آپ پر واجب ہو جاتی ہے

تا کہ آپ اس عمارت میں ایک مضبوط اینٹ بن سکیں۔

۱- ہر روز قرآن پاک کی تلاوت کیجیے، جو ایک پارے سے کم نہ ہو اور کوشش کیجیے کہ پورا قرآن پڑھنے میں ایک ماہ سے زیادہ وقت نہ لگے۔ اور نہ ہی تین دن سے کم عرصے میں سارا قرآن پڑھ ڈالیے۔

۲۔ تلاوت اچھی طرح کیجیے دوسروں کو پڑھتے ہوئے سنیے۔ اور اس کے مطالب پر غور کیجیے۔ جس قدر وقت اجازت دے۔ سیرت پاک اور اسلاف کی تاریخ کا مطالعہ کیجیے اس سلسلے میں حماۃ الاسلام کتاب کسی حد تک کفایت کرسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بکثرت پڑھیے۔ اور ان میں سے کم از کم چالیس حدیثیں یاد کرلیجیے۔ اس کے علاوہ اصولی عقائد اور فقہی اختلافات کے بارے میں بھی ایک ایک کتاب مطالعہ کرنی چاہیے۔

۳- عمومی اصلاح کی کوشش کیجیے۔ آپ کے اپنے اندر جو بیماریاں ہیں ان کا علاج کیجیے۔ اپنی قوت اور جسمانی حفاظت کا اہتمام کیجیے۔ اور صحت کی کمزوری کو طول نہ پکڑنے دیجیے۔

۴- کافی، چائے اور اس قسم کے دوسرے مشروبات پر فضول خرچی کرنے سے بچیے۔ البتہ ضرورت کے وقت استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ مگر سگریٹ نوشی سے تو کوسوں دور رہیے۔

۵- ہر چیز میں صفائی کا اہتمام کیجیے۔ یہاں تک کہ مشین، لباس، کھانے، بدن اور کام کی جگہ میں بھی، کیوں کہ دین کی بنیاد صفائی پر رکھی گئی ہے۔

۶- سچ بات کہیے اور کبھی جھوٹ نہ بولیے۔

۷- وعدے کو پورا کیجیے۔ اور ممکن حد تک اپنی بات اور وعدہ کی خلاف ورزی سے بچیے۔

۸- بہادر بنیے اور عظیم قوتِ برداشت پیدا کیجیے۔ حق کا اعلان کرنا، راز کو راز رہنے دینا، غلطی کو مان جانا، اپنے آپ کے متعلق بھی انصاف کرنا، اور غصے کے وقت آپے میں رہنا بہادری کے بڑے بڑے اجزا ہیں۔

۹- باوقار رہیے۔ عزت کا پاس کیجیے۔ مگر وقار آپ کو صالح مذاق اور مسکراہٹ سے نہ روکے۔

۱۰- انتہائی باحیا بنیے۔ گہرا شعور رکھیے۔ حسن وقبح سے پورا پورا اثر لیجیے، پہلی قسم کی باتوں پر خوشی

اور دوسری قسم کی باتوں پر ناخوشی کا احساس کیجیے۔ ذلّت ، رُسوائی اور خوشامد کے بغیر عاجزی کا رویہّ اختیار کیجیے۔ اپنی حیثیت سے کم شے کی طلب کیجیے تا کہ آپ اسے پا سکیں۔

۱۱۔ عادل بنیے اور ہر حال میں صحیح فیصلہ کیجیے۔ نہ تو غصہ آپ کو کسی کی نیکیاں بھلا دے اور نہ ہی رضامندی کسی کی غلطیوں کی طرف سے آپ کی آنکھ کو بند کر دے۔ جھگڑا آپ کو کسی کے احسانات بھلا دینے پر آمادہ نہ کرے، حق بات کہیے۔ اگرچہ تکلیف دہ ہو۔ اور خود آپ کے یا آپ کے کسی قریبی رشتے دار کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے۔

۱۲۔ خوش خلق بنیے۔ دل میں خدمت عامہ کی لگن رکھیے۔ جب بھی کسی کی خدمت کا موقع ملے اسے اپنی خوش بختی سمجھیے۔ اور خدمت سرانجام دیتے ہوئے خوشی محسوس کیجیے۔ بیماروں کی بیمار پُرسی، محتاجوں کی مدد، بدحالوں کی دل جوئی کیجیے۔ خواہ ایک خوش کن بات کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ کمزوروں کے بوجھ اُٹھائیے۔ اور ہمیشہ ان ہی کاموں میں حصہ لیجیے۔

۱۳۔ رحم دلی، شرافت اور سخاوت کے اوصاف اپنائیے۔ انسانوں اور حیوانوں سب کے ساتھ نرمی، بردباری اور درگزر کا برتاؤ کیجیے۔ تمام لوگوں کے ساتھ خوش معاملگی کیجیے اور حسن سلوک سے پیش آیئے۔ اسلام کے اجتماعی آداب کو ملحوظ رکھیے۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کیجیے۔ مجالس کو کشادہ رکھیے، چغل خوری اور غیبت سے بچیے۔ بے جا شور وغوغا سے پرہیز کیجیے۔ اور کسی کے ہاں جانے سے پہلے اجازت حاصل کیجیے۔

۱۴۔ پڑھنے لکھنے میں مہارت پیدا کیجیے۔ اخوان کے رسائل، اخبارات اور دوسرے لٹریچر کا مطالعہ کیجیے۔ آپ کا اپنا ایک کتب خانہ ہونا چاہیے۔ خواہ چھوٹا سا ہی ہو۔ اور اگر آپ کسی فن کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں تو اس فن میں کمال حاصل کیجیے۔ عالمِ اسلام کے مسائل پر نگاہ رکھیے اور جہاں تک ممکن ہو ایسے نتائج پر پہنچنے کی کوشش کیجیے، جو اہلِ فکر کے نتائج سے مطابقت رکھتے ہوں۔

۱۵۔ حکومت میں کسی عہدے کی کبھی خواہش نہ کیجیے۔ اور اسے رزق کا تنگ ترین دروازہ سمجھیے ، لیکن اگر مل جائے تو اسے ردّ بھی نہ کیجیے۔ اِلاّ یہ کہ وہ تحریکی ذمّے داریوں سے ٹکرانے لگے۔

۱۶- آپ کتنے ہی غنی ہوں، کفایت شعاری سے کام لیں۔ آزاد کام کی طرف بڑھیں۔ خواہ وہ کتنا ہی ادنیٰ ہو، اور آپ خواہ کتنے ہی علمی کمالات رکھتے ہوں اس کام کے لیے تیار رہیے۔

۱۷- اپنے کام کو عمدہ، پختہ، بے کھوٹ اور وعدہ کے مطابق تیار کرنے کے خواہش مند رہیے۔

۱۸- اپنے حقوق اچھے طریقے سے طلب کیجیے اور لوگوں کے حقوق میں کوئی کمی کیے بغیر پورے پورے اور بروقت ادا کیجیے۔

۱۹- اپنے تمام معاملات میں سود سے دور رہیے اور پوری طرح بچیے۔

۲۰- جوئے کی کسی بھی قسم کے قریب نہ جایئے۔ اس کے پیچھے خواہ کوئی بھی مقصد ہو اور کمائی کے دیگر حرام ذرائع سے بھی اجتناب کیجیے۔ اس میں خواہ کتنا ہی فائدہ ہو۔

۲۱- مسلم ممالک کی مصنوعات و اقتصادیات کی حوصلہ افزائی کر کے اسلامی ثروت کی خدمت کیجیے۔ ایک ایک قرش کے خرچ کرنے میں بھی احتیاط کو ملحوظ رکھیے۔ بے شک حالات کیسے بھی کیوں نہ ہوں تاکہ وہ کسی غیر اسلامی قوت کے ہاتھ میں نہ جانے پائے۔ اپنے اسلامی وطن کی مصنوعات کے سوا کسی بھی دوسرے ملک کی مصنوعات میں سے کھانے اور پہننے کی کوئی چیز استعمال نہ کیجیے۔

۲۲- تحریک میں مالی طور پر بھی حصہ لیجیے۔ زکوٰۃ ادا کیجیے اور تمام ضروریات کے باوجود اپنے مال میں سے سائل و محروم کا حصہ نکالیے۔

۲۳- اپنا توشہ جمع کرتے رہیے۔ چاہے وہ کتنا ہی تھوڑا ہو اور سب کچھ سمیٹنے کے چکر میں نہ پڑیے۔

۲۴- اسلامی طور اطوار کو زندہ کرنے اور غیر اسلامی رسومات کو ختم کرنے کے لیے اپنی اپنی طاقت کے مطابق کام کیجیے اور اس خدمت کو زندگی کے ہر شعبے میں سرانجام دیجیے۔ مثلاً سلام، زبان، تاریخ، لباس، مال، کام، آرام، کھانا پینا، آنا، واپس جانا، غم اور خوشی سب میں سنتِ مطہرہ کی پیروی کیجیے۔

۲۵- اُن تمام داخلی و ملکی اداروں، غیر اسلامی مسائل، مجالس، اخبارات، جماعتوں، تعلیم گاہوں اور اُن تمام چیزوں کا بائیکاٹ کیجیے جو آپ کی اسلامی فکر کے مطابق نہ ہوں۔ اللہ کی اُلوہیت ہر وقت آپ کے ذہن پر چھائی رہنی چاہیے۔ آخرت کو یاد رکھیے اور

اس کے لیے تیاری کیجیے۔ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر سلوک کے مراحل ہمت و استقلال سے طے کیجیے۔ نفلی عبادات کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کیجیے۔ رات کے وقت نفل پڑھیے۔ ہر مہینے میں کم از کم تین دن کے روزے رکھیے۔ دل اور زبان سے اللہ کا ذکر کرتے رہیے اور منقولہ دعائیں ہر وقت نوکِ زبان رکھیے۔

۲۷- طہارت اچھی طرح کیجیے اور اکثر اوقات باوضو رہیے۔

۲۸- نماز بہت اچھی طرح اور ہمیشہ بروقت ادا کیجیے۔ مسجد میں اور باجماعت نماز پڑھنے کی ہر ممکن کوشش کیجیے۔

۲۹- رمضان کے روزے رکھیے اور اگر اسباب مہیا ہو تو بیت اللہ کا حج بھی کیجیے۔ اب استطاعت ہو تو اسی وقت اس فریضے کو ادا کیجیے۔

۳۰- ہمیشہ جہاد کی نیت اور شہادت سے محبت رکھیے۔ اور اس غرض سے جتنی ہو سکے تیاری کیجیے۔

۳۱- توبہ، استغفار کرتے رہیے۔ بڑے بڑے گناہ تو ایک طرف، چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بھی بچیے۔ سونے سے پہلے کچھ وقت ایسا رکھیے جس میں آپ اپنے نفس کا محاسبہ کر سکیں کہ آپ نے کون کون سی برائیاں اور کون کون سی نیکیاں کی ہیں۔ وقت کی حفاظت کیجیے، کیوں کہ اصل زندگی تو یہی ہے۔ ایک لمحہ بھی بے کار نہ گزاریے اور مشتبہ چیزوں سے بچتے رہیے تا کہ آپ حرام کے مرتکب نہ ہونے پائیں۔

۳۲- اپنے نفس کے ساتھ اتنا مجاہدہ کیجیے کہ اسے مطیع کرنا آسان ہو جائے۔ نگاہوں کو جھکا کر رکھیے۔ توجہ پر کنٹرول کیجیے۔ نفسانی خواہشات کا مقابلہ کیجیے۔ انہیں ہمیشہ حلال و پاکیزہ کی طرف رغبت دلائیے اور ان کے اور حرام کاموں کے درمیان حائل ہو جائیے۔

۳۳- شراب، ہر نشہ آور اور بے خود کر دینے والی چیز اور اس قسم کے دوسرے تمام مشروبات سے مکمل پرہیز کیجیے اور ان سے پوری طرح بچیے۔

۳۴- برے ساتھیوں، غیر صالح دوستوں اور نافرمانی اور گناہ کے مقامات سے دور رہیے۔

۳۵- فواحش کے قریب جانے کے بجائے ان کا مقابلہ کیجیے اور عیش و عشرت اور سہل پسندی ہرگز اختیار نہ کیجیے۔

۳۶- اپنی جماعت کے تمام افراد سے فرداً فرداً تعارف حاصل کیجیے۔ اسی طرح انہیں اپنا تعارف کرائیے اور محبت، بھروسہ، مدد اور ایثار میں اخوت کا حق ادا کیجیے۔ اجتماعات میں شرکت کیجیے اور کسی زبردست عذر کے بغیر اُن سے غیر حاضر نہ رہیے، معاملات میں دوسرے بھائیوں کو ہمیشہ اپنے آپ پر ترجیح دیجیے۔

۳۷- ہر ایسی تنظیم اور جماعت سے اپنا تعلق ختم کر لیجیے، جس کے ساتھ رہنا آپ کی فکر کے لیے صحت مند نہ ہو۔ خاص طور پر اس وقت جب کہ آپ کو اس بات کا حکم دے دیا جائے۔

۳۸- اپنی دعوت کو پھیلانے کے لیے ہر جگہ کام کیجیے۔ اور قیادت کو اپنی سرگرمیوں سے باخبر رکھیے۔ قیادت کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا کام نہ کیجیے جو اُس پر اثر انداز ہو اور اس کے ساتھ اپنا روحانی اور عملی تعلق ہمیشہ قائم رکھیے، اپنے آپ کو محاذ پر کھڑا ایک سپاہی تصوّر کیجیے اور حکم کے منتظر رہیے۔

دعوت کا لُبِّ لباب

اے راست باز بھائی!

یہ آپ کی دعوت کا اجمال اور آپ کے نظامِ فکر کا مختصر بیان ہے۔ ان مبادیات کو آپ صرف پانچ جملوں میں ادا کر سکتے ہیں۔

۱- اللہ ہمارا مقصود ہے۔

۲- رسول اللہؐ ہمارے راہ نما ہیں۔

۳- قرآن ہمارا دستور ہے۔

۴- جہاد ہمارا راستہ ہے۔

۵- اور شہادت ہماری آرزو ہے۔

ان مبادیات کے مظاہر صرف پانچ الفاظ میں جمع کیے جا سکتے ہیں:

اخلاص، تلاوت، نماز، عسکریت اور اخلاق

اپنے آپ کو سختی سے ان تعلیمات کا پابند بنائیے۔ ورنہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے والوں کی صفوں میں سست اور بے کار لوگوں کے لیے بڑی جگہ ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اگر ان باتوں پر عمل کریں گے اور اسے اپنی زندگی کا منشاو منتہا بنالیں گے تو اس کے بدلے میں آپ کو دنیا میں عزت کا مقام ملے گا۔ اور آخرت میں سرخ روئی اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور ہم آپ کے ہوں گے، آپ ہمارے۔ لیکن اگر آپ نے ان سے روگردانی کی تو ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بے شک آپ ہمارے اجتماعات کی صدارت کرتے رہیں۔ بڑے بڑے القابات حاصل کرلیں۔ اور بڑی شان وشوکت کے ساتھ منظر عام پر آئیں۔ جلد ہی اللہ آپ سے حساب لے گا۔ اب آپ اپنے لیے (جس چیز کا چاہیں) انتخاب کرسکتے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے اور آپ کے لیے ہدایت اور توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ (الصف:۱۰)

''اے اہل ایمان کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے۔''

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ . (الصف:۱۱)

''اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھو۔''

وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ۙ (الصف:۱۱)

''اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم اس بات کو سمجھ جاؤ۔''

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (الصف:۱۲)

''وہ (اللہ) تمہارے گناہ معاف کردے گا۔''

وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ۙ (الصف:۱۲)

''وہ تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور سدا بہار باغات میں بہترین مکانات دے گا۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔''

وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ (الصف:۱۳)

''اوراس سے کم تر درجہ کی چیز جسے تم بہت پسند کرتے ہو اللہ کی مدد۔''

وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (الصف:۱۳)

''اور جلد ہی حاصل ہونے والی فتح، تو اس کی ایمان دار لوگوں کو خوش خبری سنادو۔''

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ج فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ○ ع (الصف:۱۴)

''اے اہل ایمان! اللہ کے مددگار بن جاؤ۔ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا۔ اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے۔ حواری بولے، ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ اس طرح بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا، اور دوسرا گروہ کافر ہو گیا۔ پھر ہم نے ایمان دار لوگوں کی ان کے دشمن کے خلاف مدد کی اور وہ غالب آ گئے۔''

والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

اسلام ایک مثالی خاندان

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ ومن والاہ

اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک ایسا خاندان بنانا چاہتا ہے جس سے وہ ایک بہتر مقصد کی خاطر کام لے سکے۔ ان کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنائے اور ان کی اخوت کو ایک جیسے اقوال و نظریات سے ایک جیسے جیسے افعال و اعمال تک پہنچا دے۔ کوشش کیجیے کہ آپ اس عمارت کی ایک اچھی اینٹ بن جائیں۔

اس تعلق کے تین حصے ہیں۔ انہیں ذہن میں رکھیے اور وجود میں لانے کی کوشش کیجیے۔ تاکہ یہ ایک بے روح کام نہ رہ جائے۔

۱- تعارف

یہ پہلا حصہ ہے۔ اس کی رو سے آپس میں جان پہچان پیدا کیجیے۔ اللہ کی رحمت کے سائے میں محبت سے رہیے۔ صحیح اور مکمل اخوت کے شعور کو بیدار کیجیے اور کوشش کیجیے کہ آپ کے تعلقات کو کوئی بات پراگندہ نہ کر سکے۔ اپنی زندگی کو آیات کریمہ اور احادیثِ صحیحہ کے سانچے میں ڈھالیے اور انہیں اپنی آنکھ کا ستارہ بنائیے۔ اللہ کے ان فرامین کو یاد رکھیے کہ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات: ۱۰)

''تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔''

اور

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص (آل عمران: ۱۰۳)

''اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کے یہ ارشادات بھی ذہن میں رکھیے کہ:

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک دیوار کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت بخشتا ہے۔''

المسلم اخو المسلم لايظلمه ولايسلمه

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔''

مثل المؤمنين فی توادهم و تراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد الواحد

''باہمی دوستی، رحم اور نرم دلی میں مسلمانوں کی کیفیت ایک جسم کی سی ہوتی ہے۔''

یہ الٰہی احکامات اور محمدی تعلیمات صدر اوّل کے بعد مسلمانوں کی زبانوں پر محض ایک بات اور ان کے دماغوں میں محض ایک خیال بن کر رہ گئی ہیں۔ اب میں انہیں اپنے اخوان بھائیوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ آپ پختہ ارادہ کر لیجیے کہ اپنی تحریک میں ان کے مطابق عمل کریں گے۔ آپ کو اللہ کی روح سے فیضیاب اور اخوتِ اسلام سے سرشار ایک نئی اُمت کو وجود میں لانا ہے۔ آپ اگر اپنے اس عہد کو پورا کر دکھائیں تو قابلِ صد مبارک ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ایسے ہی ثابت ہوں گے۔ اللہ آپ کو توفیق دے۔

۲- تفاہم

یہ اس کا دوسرا حصہ ہے۔ حق کے راستے پر قائم رہیے۔ وہ کام کیجیے جن کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور ان کو چھوڑ دیجیے جن سے اس نے روکا ہے۔ فرماں برداری اور نافرمانی کے لحاظ سے اپنے آپ کا کڑا محاسبہ کیجیے۔ ہر شخص جب بھی اپنے کسی بھائی میں کوئی عیب دیکھے، اسے نصیحت کرے۔ دوسرا شخص نہ صرف اپنے بھائی کی نصیحت کو بخوشی قبول کر لے، بلکہ اس کا شکریہ بھی ادا کرے۔ نصیحت کرنے والا اس شخص کے بارے میں ذرّہ برابر ''میل'' دل میں نہ لائے۔ ایسا

رویہّ اختیار نہ کرے کہ اُسے کسی قسم کی کمتری کا احساس ہو۔ اور نہ اُسے یہ محسوس ہونے دے کہ نصیحت کرنے والا اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہے۔ بلکہ نصیحت کرنے کے بعد مہینہ بھر اُس کے عیب کو چھپائے رکھے۔ پھر اگر یہ محسوس کرے کہ خود اُس سے اِس کی اصلاح نہیں ہوسکتی تو اپنی معلومات سے صرف قائدِ جماعت کو آگاہ کرے۔ اور اپنے اُس بھائی کے ساتھ محبت، باہمی قدر و منزلت اور دوستی کو اس کے بعد بھی برقرار رکھے۔ تا آں کہ اللہ جس بات کا فیصلہ کر چکا ہو اسے سامنے لے آئے، جس شخص کو نصیحت کی گئی ہو اُسے بھی چاہیے کہ نصیحت کرنے والے کے متعلق اپنے دل میں کسی عناد، ہٹ دھرمی اور کدورت کو جگہ نہ دے۔ اَلْحُبُّ فِي اللّٰہِ کا مرتبہ ہی سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور ''نصیحت'' دین کا ایک رکن ہے۔ اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اس حدیث اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر غور کیجیے۔

اللہ آپ کو بغض سے بچائے۔ اطاعت میں مضبوط بنائے اور ہم سے اور آپ سے شیطانوں کی چالوں کو ہٹا دے۔

۳- کفالت

باہمی طور پر کفالت کیجیے۔ ایک دوسرے کا بوجھ اُٹھائیے۔ یہی صحیح ایمان اور اخوت کا نچوڑ ہے۔ ہر شخص دوسرے کا حال پوچھنے اور اُس کے ساتھ نیکی کرنے کا عہد کرے اور جب ضرورت پیش آئے، اس کی مدد کو پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو ذرا سامنے لائیے۔

لن یمشی احدکم فی حاجة اخیه خیر لـه من ان یعتکف فی مسجدی هذا شهراً

''تم میں سے کسی کا اپنے بھائی کے کام کی خاطر کچھ قدم چلنا میری اس مسجد (مسجد نبویؐ) میں ایک ماہ تک اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔''

من ادخل السرور علی اهل بیت من المسلمین لم یر اللّٰه له جزاء دون الجنة.

''جو شخص کسی ایک مسلمان گھرانے کے لیے خوشی کا سامان فراہم کرتا ہے، اللہ کے ہاں اُس کے لیے جنت سے کم تر کوئی جزا نہیں۔''

اللہ آپ کے دلوں کو باہمی اُلفت سے معمور کر دے۔ بے شک وہی بہترین آقا اور بہترین مددگار ہے۔

برادرانِ محترم!

اُن واجبات میں جو آپ کے ذمّہ ہیں (بشرطیکہ آپ کو یاد ہوں) اور اُن اعمال میں جو آپ کو کرنے ہیں (بشرطیکہ آپ انہیں عمل میں لائیں) وہ قوت موجود ہے جو مندرجہ بالا ارکان کو حقیقت میں ڈھالنے کے لیے کافی ہوسکتی ہے۔ ہمیشہ ایک اخوانی کے واجبات کی طرف توجہ کیجیے۔ ہر شخص اس بات کا جائزہ لے کہ اس نے انہیں کس حد تک (اپنی زندگی میں) جاری کیا ہے۔

ہر اخوانی کسی بھی عذر کے باوجود اجتماعات میں شرکت کرے۔ پھر اپنی گھریلو ضروریات کو مہیا کرنے کی فکر کرے۔ تاکہ ذمّے داریوں میں سے کوئی ذمّے داری باقی نہ رہ جائے۔ میرا ایمان ہے کہ جب آپ یہ انفرادی، اجتماعی اور مالی ذمّے داریاں پوری کرلیں گے تو اس نظام کے ارکان خود بخود وجود میں آجائیں گے۔ لیکن اگر آپ ان میں کوتاہی کریں گے تو نظام اپنے صحیح راستے سے ہٹ کر تباہ ہوجائے گا۔ اور اس کے ختم ہوجانے سے تحریک کو بہت بڑا نقصان پہنچے گا۔ جب کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے آج اُمید کی یہی ایک کرن ہے۔

آپ میں سے اکثر دوست پوچھتے ہیں کہ ہفتہ وار اجتماعیت میں ہماری مصروفیت کیا ہوگی۔ تو سنیے یہ بڑا آسان مسئلہ ہے۔ غور تو کیجیے کہ کام کتنا زیادہ اور وقت کتنا کم ہے۔ اس لیے اجتماع کا پروگرام اس قسم کا ہونا چاہیے۔

۱- ہر بھائی اپنی مشکلات پیش کرے اور باقی لوگ اخوت اور اخلاص کی فضا میں اُن مشکلات کا حل تلاش کریں۔ اس طرح اعتماد بڑھے گا۔ اور تعلقات مضبوط ہوں گے کیوں کہ (اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃٌ لِاَخِیْہِ) ایک مومن، دوسرے مومن بھائی کے لیے آئینہ ہے۔ اور تاکہ ہمارے اندر وہ چیز پیدا ہوجائے، جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بیان کی گئی ہے کہ:

مثل المؤمنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم کمثل الجسد الواحد. اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسحر والحمی.

''باہمی دوستی، رحم اور مہربانی میں ایمان دار لوگوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب کبھی اس کے کسی حصے کو شکایت ہوتی ہے تو بیداری اور بخار کی شکل میں سارا جسم اُس پر احتجاج کرتا ہے۔''

۲- اسلام کو درپیش مسائل و امور پر گفتگو کرنا، خطوط اور مرکز کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات پڑھنا۔ اس خاندان میں جھگڑے، تیزی و طرازی اور بلند آوازی کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر حدودِ ادب کے اندر رہتے ہوئے کوئی وضاحت طلب کرنا یا کوئی متبادل تجویز پیش کرنا الگ بات ہے۔ کسی مسئلے پر جب ایک دفعہ بات ختم کر دی جائے اور کوئی صاحب کسی چیز کی تحقیق یا وضاحت کرانا چاہیں تو وہ اپنے نمائندہ آدمی کو اس سے آگاہ کریں۔ تاکہ وہ مرکز سے رجوع کر سکے۔ اللہ نے بعض لوگوں کی اس عادت کو عیب قرار دیا ہے کہ جب اُنہیں کوئی بات مل جاتی ہے تو اُسے لے اُڑتے ہیں۔ پھر اُنہیں صحیح طریقہ یہ بتایا کہ (جب) اُنہیں کوئی بات ملے تو وہ اُسے صرف رسولؐ یا مختار کار لوگوں تک پہنچا دیا کریں۔ تو اس سے وہ لوگ آگاہ ہو جائیں گے جو اُس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔

۳- بیش قیمت اور مفید کتب میں سے کسی کتاب کی اجتماعی تعلیم ___ اس کے بعد اجتماع میں شریک اخوان اخوت کے معانی کو معمول کے ایسے اچھے کاموں کے ذریعے حقیقت کا رنگ دیں، جو کتابوں میں لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ اور نہ ہی توجیہات میں شامل ہیں۔ مگر صادق و امین ﷺ نے ان الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ بیمار کی بیمار پرسی کرنا، مصیبت زدہ سے ہمدردی کرنا، خواہ ایک اچھا کلمہ کہہ کر ہی کی جائے۔ غائب کی تلاش کرنا اور قطع تعلقی کرنے والے سے ملنا ___ یہ ساری باتیں اخوت کے تعلق کو بڑھاتی اور دلوں میں محبت اور صلہ رحمی کے شعور میں اضافہ کرتی ہیں۔

اخوان باہمی ربط کو مزید بڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل امور کا بھی اہتمام کریں:

۱- آثارِ قدیمہ، (تاریخی) عمارات اور اس قسم کے دوسرے مقامات کی زیارت کے لیے ثقافتی سفر کرنا۔

۲- چاندنی راتوں میں مشقوں کے لیے سفروں کا اہتمام کرنا۔

۳- کشتی رانی کے لیے نہروں کا اجتماعی سفر اختیار کرنا۔

۴- پہاڑی، صحرائی اور میدانی علاقوں کا سفر کرنا اور

۵- مختلف مقاصد کے لیے سائیکل کے ذریعے سفر کر کے جانا۔

۶- ایک ہفتے یا دو ہفتوں میں ایک دن کا روزہ رکھنا۔

۷- ہفتے میں کم از کم ایک بار فجر کی نماز باجماعت کسی ایک مسجد میں جمع ہو کر ادا کرنا۔

۸- ہر ہفتے یا دو ہفتوں میں ایک رات کسی اخوانی بھائی کے ہاں بسر کرنے کی کوشش کرنا۔

اوراد و وظائف

ماخوذ از

تزکیۂ نفس

تالیف

حسن البنا شہید رحمۃ اللہ علیہ

ہر انسان کی زندگی کا ایک بنیادی مقصد ہوتا ہے اور اسی مقصد کے گرد اس کے تمام افکار گھومتے ہیں۔

زندگی کے یہ مقاصد جس قدر ارفع و اعلیٰ ہوں گے انسان سے اسی قسم کے بلند تر اخلاق اور اعمال کا ظہور ہوگا اور پھر ان ہی کے ذریعے وہ درجۂ کمال پر فائز ہو سکے گا۔

اِسلام نے انسان کے مقصد حیات کو بالکل واضح کر دیا ہے اور درجۂ کمال اور ''المثل الاعلیٰ'' کی منزل تک پہنچنے کے لیے تزکیۂ نفس کے مرحلے سے گزرنے کو اس کے لیے لازمی ٹھہرایا ہے___''المثل الاعلیٰ'' سے مراد خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس ہے۔ ذیل کی آیتِ کریمہ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے۔

فِفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ ط اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ج (الذّٰریٰت:۵۰)

''خدا کی جانب لپکو۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میں واضح طور پر تمہیں ڈرانے والا ہوں۔''

فِفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ طلب کی جائے اور اس سے انعامات و اکرامات کی توقع رکھی جائے اور اس کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اپنی تمام زندگی خدائی احکام کی روشنی میں بسر کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔

اس حقیقت کا علم ہو جانے کے بعد ذکرِ الٰہی سے ہمیں کسی حالت میں بھی غفلت نہیں برتنی چاہیے___ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، جنہیں تمام مخلوق میں خداوندِ قدوس کی سب سے زیادہ

معرفت حاصل ہے، ذکر، شکر، تسبیح وتحمید اور ہر قسم کے حالات میں پڑھنے کے لیے جامع دعائیں منقول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے اور اس لیے ہم ان لوگوں سے، جو آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں، یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ رضائے الٰہی اور تقربِ خداوندی حاصل کرنے کے لیے اپنے نبی کی سنت کو اپنائیں اور آپ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کریں اور جو دعائیں اور وظائف آپؐ سے منقول ہیں، انہیں ذہن نشین کرلیں۔ کیوں کہ آپؐ کے نقش قدم پر چلنے ہی میں ہمارے لیے سعادت ہے اور یہی ہماری نجات کا بھی ذریعہ ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

''میں شیطان مردود کے مقابلے میں خدائے سمیع وعلیم کی حفاظت طلب کرتا ہوں۔''

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے صبح سویرے اعوذ باللہ کا وِرد کرلیا وہ شام تک کے لیے شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے ابتدا کرتا ہوں۔''

نبی آخرالزماں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، جس کام کا آغاز بسم اللہ سے نہ کیا جائے، وہ برکت سے محروم رہتا ہے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (التوبة:۱۲۹)

''میرے لیے میرا اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرشِ عظیم کا۔''

حضرت ابوالدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح وشام ان آیات کی تلاوت کرے گا خدائے بزرگ و برتر اس کے تمام دنیوی اور اُخروی اہم امور میں اس کی کفالت کرے گا۔ (ابوداؤد وغیرہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

''اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کی برکت سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی کی ذات سمیع و علیم ہے۔''

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

''خدایا حزن اور غم، عجز اور سستی، بزدلی اور بخل، قرض کے غلبے اور لوگوں کے قہر سے تیری حفاظت طلب کرتا ہوں۔''

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

''خدایا تو مجھے عافیتِ بدنی عطا فرما۔ میری سماعت اور بصارت کو بھی صحیح سلامت رکھ۔ اے اللہ کفر اور فقر اور عذابِ قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ خدایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَاسْتَطَعْتَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتَ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

''اے اللہ تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور بقدرِ استطاعت تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں اپنے کیے ہوئے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو نے جو نعمتیں مجھے عطا کی ہیں، ان کا اعتراف کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ خدایا تو مجھے بخش دے۔ تیرے علاوہ کوئی بخشنے والا نہیں۔''

سونے سے پہلے کی دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی جب سونے کے لیے اپنے بستر پر پہنچے تو اُسے چاہیے کہ وہ کپڑے کے پلّو سے بستر کو خوب جھاڑ لے۔ پھر زبان سے یہ الفاظ ادا کرے۔

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَھَا، وَ اِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفِظْھَا بِمَا تَحْفِظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ (رواہ الجماعۃ)

''میرے مولا! تیرا نام لے کر ہی میں سوتا ہوں اور تیرے نام ہی سے میں اُٹھتا ہوں۔ اگر نیند کی حالت ہی میں میری جان نکل جائے تو تو مجھے بخش دینا اور اگر تو نے میری روح کو لوٹا دیا تو پھر اس کی حفاظت کرنا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کیا کرتا ہے۔''

سو کر اُٹھنے کے بعد کی دُعا

جناب حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرمؐ بیدار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ (رواہ البخاری)

''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو اس طرح دعا مانگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ، وَعَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ، وَ اَذِنَ لِیْ بِذِکْرِہٖ۔ (رواہ ابن السنی)

''تمام تعریفیں اللہ رب العزت ہی کے لیے ہیں جس نے میری روح مجھے لوٹا دی۔ میرے جسم کو عافیت سے رکھا اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق ارزانی کی۔''

اخوان کے اوراد

قرآنی وظائف اور مسنون دعاؤں کے بعد یہ اوراد پڑھے جائیں۔

۱- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (خدایا میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں) (سومرتبہ)

۲- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

''اے اللہ ہمارے سردار جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر رحمتیں نازل فرما۔'' (سومرتبہ)

۳- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ''اللہ کے سوا کوئی قابل اطاعت نہیں۔'' (سومرتبہ)

پھر دعوتِ حق اور اس کے غلبے کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے لیے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کی دعا کرے۔ یہ عمل نمازِ فجر اور مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کیا جائے۔

اخوان کو چاہیے کہ وہ کامل غور و فکر اور تدبر کے ساتھ اس وِرد کو اپنا معمول بنالیں۔

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ط وَ تُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (ال عمران:۲۶،۲۷)

''خدایا تو ہی اقتدار کا مالک ہے تو جس کو چاہتا ہے اقتدار سے نوازتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے۔ تو جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ بلاشبہ تو ہر طرح قدرت رکھتا ہے۔ تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں ضم کر دیتا ہے۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے برآمد کرتا ہے۔ اور اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق بخشتا ہے۔''

پھر یہ دعائے ماثورہ پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰـذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَاِدْبَارُ نَھَارِکَ وَ اَصْوَاتُ دُعَائِکَ فَاغْفِرْلِیْ.

''خدایا یہ تیری رات کے آنے اور دن کے لوٹ جانے کا وقت ہے اور تجھ سے دعائیں کرنے کی گھڑی ہے۔ پس مجھے بخش دے۔''

اس کے بعد اپنے اخوان بھائی اور دوسرے مسلمان بھائیوں اور ان کے ساتھ جو روحانی تعلق ہے اس کا تصور کرے۔ جن لوگوں سے وہ آشنا نہیں انہیں بھی فراموش نہ کرے بلکہ سب کے لیے یہ دعا کرے۔

''خدایا تو جانتا ہے کہ یہ لوگ تیری محبت میں اکٹھے ہوئے ہیں ان کے دل تیری اطاعت کے سبب جڑے ہوئے ہیں۔ تیری پکار پر لبیک کہتے ہوئے ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ تیری شریعت کو فروغ دینے اور پھیلانے کے لیے انہوں نے اپنا تن، من، دھن سب کچھ لگا دیا ہے۔ خدایا تو ان کے درمیان مضبوط تعلق پیدا فرما دے اور ان کے مابین محبت کو قائم کر دے۔ ان کو راہِ راست پر لگائے رکھ۔ ان کے دلوں کو اپنے نور سے جو کبھی دھیما نہیں پڑتا، منور فرما دے۔ ایمانی فیوض و برکات کے لیے ان کے سینوں کو کھول دے۔ انہیں اپنی معرفت عطا فرما اور اس پر انہیں زندہ رکھ اور توکل کی دولت سے مالا مال کر دے اور اپنے راستے میں انہیں شہادت کی موت نصیب فرما۔''